صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ خیبر پختونخوا

رپورٹ

مجلس قائمہ نمبر 10 برائے محکمہ خزانہ

21 جنوری 2025ء تا 11 مارچ 2025ء

چیئرمین

ارباب محمد عثمان صاحب، ایم پی اے

خلاصہ

مجلس قائمہ نمبر 10 برائے محکمہ خزانہ کی طرف سے لئے گئے از خود نوٹسز پر لئے گئے اُمور اور اسمبلی کی طرف سے حوالہ کردہ توجہ دلاؤنوٹس نمبر 186 پر ابتدائی رپورٹ ایوان میں پیش کی جاتی ہے۔

ٹرم آف ریفرنس

مجلس ھذا نے درج بالا اُمور پر درج ذیل حوالے سے غور کیا۔

1۔ سالانہ ترقیاتی پراجیکٹ (ADP) کے فنڈ کا اجراء اور طریقہ کار۔

2۔ صوبائی فنانس کمیشن (PFC) کا تشکیل نہ ہونا۔

3۔ بجلی کے خالص منافع کے بقایاجات۔

4۔ معدنی کانوں اور معدنیات سے رائیلٹی کی وصولی۔

5۔ صوبے کی ترقی سے متعلق قدرتی گیس وسائل کے حوالے سے انتظامی اُمور۔

6۔ صحت انصاف کارڈ پر اُٹھنے والے اخراجات کی تفصیل۔

7۔ گلیات ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیز وغیرہ کی جانچ پڑتال۔

8۔ توجہ دلاؤنوٹس نمبر 186 منجانب جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے۔

(i) تیل، گیس، تمباکو سیس اور ہائیڈل کی مد میں صوبے کو وفاق سے رائیلٹی کی رقم کا متعلقہ اضلاع میں تقسیم

سفارشات

کمیٹی نے متفقہ طور پر درج ذیل سفارشات مرتب کیں:

1- کہ اضلاع کی سطح پر ترقیاتی فنڈ کو ضلع کے تمام حلقوں میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے اور کسی بھی حلقے کو اس میں نظر انداز نہ کیا جائے۔ نیز صرف منتخب ایم پی ایز کو ترقیاتی سکیموں کی تجویز پیش کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان ہی کی مدد سے سکیموں پر عملدرآمد کیا جائے۔

2- کہ ترقیاتی سکیموں کے ضمن میں Enterprise Resource Planning (ERP) کا ایک نظام متعارف کیا جائے تاکہ ترقیاتی سکیموں کی ہر سطح پر مسلسل نگرانی ہو سکے اور ترقیاتی سکیمیں بروقت تکمیل تک پہنچ سکیں، کیونکہ موجودہ طریقہ کار میں غیر ضروری سرکاری کارروائی (ریڈٹیپ ازم) کی وجہ سے سکیمیں کئی سالوں تک التواء کا شکار ہو جاتی ہیں، جس سے عوامی پیسوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ نیز عوامی نمائندوں کو بھی (ERP) تک رسائی دی جائے تاکہ عوامی اداروں کی ترقیاتی عمل میں مؤثر شمولیت ممکن ہو سکے اور اس میں شفافیت لائی جا سکے۔

سفارشات

3- کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ پی ایف سی (صوبائی فنانس کمیشن) کو دس دنوں کے اندر تشکیل دیں اور اس کی رپورٹ صوبائی اسمبلی کے مطالعہ کے لیے ارسال کرے۔

4- کہ اے ڈی پی (ADP) سکیموں کے تحت تمام فنڈز کی شفاف مانیٹرنگ کی جائے نیز محکمہ (P&D) اگلے مالی سال کے بجٹ میں مذکورہ فنڈز کو شامل کریں تاکہ ان کا جلد از جلد استعمال یقینی بنایا جاسکے نیز ان فنڈز کے موثر استعمال کے لیے ایک مربوط نظام تشکیل دیا جائے تاکہ کسی قسم کی مالی بدانتظامی نہ ہوسکے۔

5- کہ تمام غیر فعال مائننگ لیزز کی جانچ پڑتال کی جائے نیز معدنی وسائل کے بہتر استعمال کے لیے ایک موثر پالیسی مرتب کی جائے۔

6- کہ انشورنس کمپنی صحت کارڈ کے تحت ان اور آوٹ مریضوں کے علاج کے بعد جائزہ لینے کے عمل کو یقینی بنائیں تاکہ یہ پتہ لگایا جاسکے کہ کہیں ہسپتال یا ڈاکٹر کی علاج فراہم کرنے کے عمل میں کوئی غفلت تو نہیں برتی گئی۔ نیز غفلت کی صورت میں سزا کے عمل کو بھی صحت کارڈ کے نظام کا حصہ بنایا جائے تاکہ عوام کا پیسہ صحیح معنوں میں استعمال میں لایا جاسکے۔

7- کہ حکومت صحت انصاف کارڈ کا پرفارمنس آڈٹ (Performance Audit) منعقد کرائے۔

8- کہ بجلی، گیس و آئل کی رائلٹی اور تمباکو سیس کے تحت متعلقہ اضلاع کا جو بھی قانونی و آئینی حق اور حصہ بنتا ہے، وہ ان اضلاع کو فوراً دیا جائے۔

کمیٹی ممبران

1- ارباب محمد عثمان صاحب، ایم پی اے/چیئرمین
2- جناب اورنگزیب خان، ایم پی اے
3- جناب منیر حسین صاحب، ایم پی اے
4- جناب شیر علی آفریدی صاحب، ایم پی اے
5- جناب اشفاق احمد صاحب، ایم پی اے
6- جناب محمد نثار صاحب، ایم پی اے
7- جناب جناب شفیع اللہ صاحب، ایم پی اے
8- جناب محمد خورشید صاحب، ایم پی اے
9- جناب انور زیب صاحب، ایم پی اے
10- جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے
11- جناب افتخار احمد خان جدون صاحب، ایم پی اے
12- محترمہ ثوبیہ شاہد صاحبہ، ایم پی اے

سیکرٹریٹ سٹاف

1-	محمد یونس، ڈپٹی سیکرٹری صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا	سیکرٹری کمیٹی
2-	محمد شریف خان، اسسٹنٹ سیکرٹری صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا	معاون سٹاف

صوبائی اسمبلی سیکرٹریٹ خیبر پختونخوا

رپورٹ

مجلس قائمہ نمبر 10 برائے محکمہ خزانہ

میں، چیئرپرسن مجلس قائمہ نمبر 10 برائے محکمہ خزانہ درج ذیل اُمور پر ایوان میں رپورٹ پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔

2- مجلس ھذا نے درج ذیل اُمور پر غور کیا۔

(الف) کمیٹی کی طرف سے از خود نوٹس پر لئے گئے اُمور:

1۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے فنڈ کا اجراء اور طریقہ کار۔

2۔ صوبائی فنانس کمیشن (PFC) کا تشکیل نہ ہونا۔

3۔ بجلی کے خالص منافع کے بقایاجات۔

4۔ معدنی کانوں اور معدنیات سے رائیلٹی کی وصولی۔

5۔ صوبے کی ترقی سے متعلق قدرتی گیس وسائل کے حوالے سے انتظامی اُمور۔

6۔ صحت انصاف کارڈ پر اُٹھنے والے اخراجات کی تفصیل۔

7۔ گلیات ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیز وغیرہ کی جانچ پڑتال۔

(ب) مورخہ 24 جنوری 2025ء کو اسمبلی کی طرف سے حوالہ کردہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 186 منجانب جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے/محرک

(i) تیل، گیس، تمباکو سیس اور ہائیڈل کی مد میں صوبے کو وفاق سے رائیلٹی کی رقم کا متعلقہ اضلاع کو تقسیم۔

3۔ کمیٹی نے دو اجلاسوں جو کہ بالترتیب مورخہ 21 جنوری 2025ء اور 11 مارچ 2025ء کو منعقد کئے گئے میں مذکورہ بالا اُمور پر غور کیا گیا جسمیں مندرجہ ذیل اراکین کمیٹی نے شرکت کی۔

1۔ جناب شفیع اللہ صاحب، ایم پی اے

2۔ جناب اشفاق احمد صاحب، ایم پی اے

3۔ جناب اورنگزیب خان صاحب، ایم پی اے

4۔ جناب محمد خورشید صاحب، ایم پی اے

5۔ جناب منیر حسین صاحب، ایم پی اے
6۔ جناب انور زیب صاحب، ایم پی اے
7۔ جناب شیر علی آفریدی صاحب، ایم پی اے
8۔ جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے / محرک

(الف):

(1) سالانہ ترقیاتی پروگرام (ADP) کے فنڈ کی اجراء اور استعمال کا طریقہ کار:

4۔ مورخہ 21 جنوری 2025ء کے کمیٹی اجلاس میں یہ ہدایت دی گئی تھی کہ سیکرٹری محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات (P&D) کو طلب کیا جائے تاکہ وہ ترقیاتی منصوبوں کے ضمن میں فنڈز کے اجراء کے حوالے سے وضاحت دے سکیں اور ترقیاتی فنڈز کے ایلوکیشن ہونے کے باوجود تاحال ریگولیٹ نہ ہونے اور ترقیاتی سکیموں کے نامکمل ہونے کی وجوہات کمیٹی کو پیش کر سکیں۔ سیکرٹری محکمہ پی اینڈ ڈی کو کمیٹی نے یہ بھی ہدایت دی تھی کہ وہ یہ وضاحت بھی دیں کہ کس قانون کے تحت ڈپٹی کمیشنرز اور بیوروکریسی کو ترقیاتی سکیموں کو ترجیح دینے کا اختیار حاصل ہے جبکہ منتخب عوامی نمائندے موجود ہیں۔

5۔ 11 مارچ 2025ء کے کمیٹی اجلاس میں درج بالا ضمن میں سیکرٹری، محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ (جناب عدیل شاہ صاحب) نے مختصر اً بریفنگ دیتے ہوئے کمیٹی کو بتایا کہ سال 2024–25ء میں ADP کی کل رواں سکیمیں 1632 ہیں، جن میں 288 نئی سکیمیں شامل کر دی گئی ہیں، جس کے بعد کل تعداد 1920 ہو گئی ہے اور اس پر 220 ارب روپے خرچ ہوں گے۔ اُنہوں نے مزید بتایا کہ مذکورہ سکیموں میں 531 سکیمیں اِس سال مکمل ہو جائیں گی۔ اُنہوں نے کمیٹی کو یہ بھی بتایا کہ ابھی تک صوبہ میں ADP سکیموں کے لیے 86 ارب روپے جاری ہو چکے ہیں اور ضم اضلاع کے لیے اِس سال 40 ارب روپے وفاق سے جاری ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ وہی رقم ہے جس کا وعدہ وفاق نے ضم اضلاع کے لیے کیا تھا کہ ہر سال وفاق 100 ارب روپے ضم اضلاع کے لیے بجٹ میں جاری کرے گا، لیکن ابھی تک کسی بھی بجٹ میں پوری رقم جاری نہیں کی گئی۔

6۔ کمیٹی کے ایک سوال کے جواب میں سیکرٹری، محکمہ خزانہ (جناب امیر سلطان ترین صاحب) نے کمیٹی کو بتایا کہ NFC ایوارڈ 2009ء میں بنا اور جاری ہوا تھا۔ اُس وقت سے لے کر سال 2018ء تک FATA وفاق کا حصّہ تھا، اور اب یہ صوبے کا حصّہ بن چکا ہے، جس کا بوجھ اب صوبے پر آگیا ہے۔ اس حوالے سے محکمہ خزانہ نے وفاق سے بات چیت کے تحت NFC میں اپنے حصّے کو بڑھانے کی کوشش کی، مگر کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ نتیجتاً، ضم اضلاع اب اُسی پرانے صوبائی بجٹ پر انحصار کر رہے ہیں، جو کہ ضم اضلاع کے ساتھ زیادتی ہے۔

7۔ اس موقع پر جناب اورنگزیب خان صاحب، رُکن صوبائی اسمبلی نے یہ اعتراض اُٹھایا کہ صوبہ اور وفاق ضم اضلاع کو اپنا حق نہیں دے رہا ہے۔ وہاں کے عوام اُن سے مسائل کے حل کے لیے مطالبات کرتے ہیں، مگر عوامی نمائندے اُن کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ ضم اضلاع میں ضم ہونے سے پہلے بھی ترقیاتی کام نہیں ہوئے تھے اور اب، قبائلی اضلاع کے لیے ADP میں رقم نہ ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کام مکمل طور پر رُک گئے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا کہ موجودہ دہشت گردی کی لہر کی وجہ سے کوئی افسر یا محکمہ ضم اضلاع میں کام کرنے کے لیے تیار نہیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے وسائل سے پورا پاکستان مستفید ہو رہا ہے، مگر صوبہ خیبر پختونخوا اور بالخصوص ضم اضلاع کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

8۔ جناب انور زیب خان صاحب، ایم پی اے نے کمیٹی کے نوٹس میں یہ بات لائی کہ ضلع باجوڑ میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں، مگر اُن سے مشاورت نہیں کی جاتی۔ نیز اُن کو یہ بھی پتا نہیں چلتا کہ کتنی رقم خرچ ہوئی اور کل کتنی رقم مختص تھی۔ اُنہوں نے حال ہی میں باجوڑ میں سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کے بارے میں کمیٹی کو بتایا کہ سڑکوں پر ضلع باجوڑ میں کام شروع ہوئے تھے، مگر ابھی رقم نہ ہونے کی وجہ سے وہ کام نامکمل پڑے ہیں اور لوگ پل نہ ہونے کی وجہ سے ندی نالوں میں سے گزرتے ہیں۔ اُنہوں نے شدید تشویش کا اظہار کیا کہ میرے حلقے میں ایک سڑک سال 2020ء میں منظور ہوئی تھی جس کا تخمینہ لاگت 52 کروڑ روپے تھا، اور اس میں صرف 6 یا 7 کروڑ روپے جاری ہوئے ہیں۔ اُنہیں یہ فکر لاحق ہے کہ اب یہ سڑک کب مکمل ہو گی۔

9۔ جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے نے اس موقع پر استفسار کیا کہ محکمہ کس بنیاد پر ADP سکیمیں بناتی ہیں، کیونکہ ہمارا صوبہ پسماندہ ہے اور دور دراز علاقوں کے لوگ ابھی بھی بہت سی مشکلات کا شکار ہیں۔ لیکن اگر بجٹ بک اور ADP کی کتاب کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہوتا جس سے ان علاقوں کے لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے۔ اُنہوں نے یہ بھی بتایا کہ ہم ممبران جو سکیمیں ADP میں شامل کرانا چاہتے ہیں، وہ شامل نہیں کی جاتیں، اور جن سکیموں کو شامل نہیں ہونا چاہیے، وہ ADP میں شامل کر لی جاتی ہیں۔

10۔ سیکرٹری پی اینڈ ڈی نے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تیاری کے مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے کمیٹی کو آگاہ کیا کہ آئندہ مالی سال کی ADP کی تیاری کے لیے ضروری ہدایات و پالیسی گائیڈ لائنز 6 جنوری 2025ء کو تمام محکمہ جات کو جاری کی جا چکی ہیں، جس میں سکیم کے (Concept Note) کی تیاری کے لیے عوامی نمائندوں کی مشاورت لازمی قرار دی گئی ہے اور اس بات پر تمام محکمہ جات کو پابند بنایا گیا ہے۔

11۔ جناب خورشید خان، ایم پی اے کے سوال کے جواب میں سیکرٹری پی اینڈ ڈی نے کمیٹی کو بتایا کہ ADP سکیم کی تکمیل کے لیے کوئی مخصوص مدت متعین نہیں ہے اور یہ سکیم کی نوعیت پر منحصر ہے کہ وہ چھوٹی ہے یا بڑی۔ اگر سکیم چھوٹی ہو تو

وہ جلد مکمل ہو جاتی ہے، ورنہ اس کا دورانیہ زیادہ ہوتا ہے۔ بعض سکیموں کا دورانیہ تو Revision کی وجہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

12۔ جناب خورشید خان صاحب، ایم پی اے نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کمیٹی کو بتایا کہ کرک میں واٹر سپلائی سکیم جو کہ ADP میں شامل تھی، جس کی کل لاگت 72 کروڑ روپے تھی، اور ابھی تک تین سالوں میں اس سکیم کو صرف تین یا چار کروڑ روپے ملے ہیں، جو کہ سراسر کرک کے عوام کے ساتھ زیادتی ہے۔ اس ضمن میں جناب امیر سلطان ترین صاحب، سیکرٹری، محکمہ خزانہ نے کمیٹی کو بتایا کہ اُصولاً ADP سکیم کا حجم 600 ارب روپے سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے، مگر یہاں اب 1900 ارب اور 2000 ارب روپے کی سکیمیں بجٹ میں شامل کی جارہی ہیں، جس کی وجہ سے ایک سکیم جو کہ 2 سال میں مکمل ہو سکتی تھی، وہی سکیم 7 یا 8 سالوں میں مکمل ہوتی ہے کیونکہ تمام سکیموں کو کچھ نہ کچھ رقم دینی ہوتی ہے۔

13۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر مذکورہ ضمن میں درجہ ذیل سفارشات مرتب کیں:

i- کمیٹی نے سفارش کی کہ اضلاع کی سطح پر ترقیاتی فنڈ کو ضلع کے تمام حلقوں میں برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے اور کسی بھی حلقے کو اس میں نظر انداز نہ کیا جائے۔ نیز صرف منتخب ایم پی ایز کو ترقیاتی سکیموں کی تجویز پیش کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان ہی کی مدد سے سکیموں پر عملدر آمد کیا جائے۔

ii- کمیٹی نے سفارش کی کہ ترقیاتی سکیموں کے ضمن میں Enterprise Resource Planning (ERP) کا ایک نظام متعارف کیا جائے تاکہ ترقیاتی سکیموں کی ہر سطح پر مسلسل نگرانی ہو سکے اور ترقیاتی سکیمیں بروقت تکمیل تک پہنچ سکیں، کیونکہ موجودہ طریقہ کار میں غیر ضروری سرکاری کارروائی (ریڈ ٹیپ ازم) کی وجہ سے سکیمیں کئی سالوں تک التواء کا شکار ہو جاتی ہیں، جس سے عوامی پیسوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ نیز عوامی نمائندوں کو بھی (ERP) تک رسائی دی جائے تاکہ عوامی اداروں کی ترقیاتی عمل میں مؤثر شمولیت ممکن ہو سکے اور اس سے شفافیت لائی جاسکے۔

****

(2) صوبائی فنانس کمیشن (PFC) کا تشکیل نہ ہونا:

14۔ کمیٹی نے صوبائی فنانس کمیشن (PFC) کے غیر فعال ہونے کا نوٹس لیتے ہوئے اس بات کا اظہار کیا کہ کمیشن کے غیر فعال ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کاموں اور رقم کہ منتقلی میں بہت دشواری ہو رہی ہیں۔ کمیٹی نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ

بلدیاتی انتخابات 2021ء میں ہوئے تھے، لیکن ابھی تک پی ایف سی (PFC) فعال نہیں ہوئی، جس کی وجہ سے بلدیاتی اور ترقیاتی کاموں میں عوام کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

15۔ مورخہ 21جنوری 2025ء کے کمیٹی اجلاس میں جناب مزمل اسلم صاحب، مشیر خزانہ خیبر پختونخوا نے اس ضمن میں بتایا (PFC) کا مسئلہ بنیادی طور پر یہ ہے کہ اس کے مکمل ہونے کے لیے تمام تحصیل چیئرمینوں کو اپنے نمائندے منتخب کرنے تھے, جو تا حال نہیں ہوئے۔ اسی وجہ سے یہ کمیشن 2020 ء سے فعال نہیں ہو سکا۔ پی ایف سی کمیشن کی تشکیل میں سب سے بڑا مسئلہ ممبران کا انتخاب کا نہ ہونا ہے۔ چیئرمین تو دستیاب ہو جاتا ہے، خواہ وہ مشیر خزانہ ہو یا وزیر خزانہ کی شکل میں ہوں لیکن ممبران، جو چیئرمین کے گروپ یا کلسٹر کے ذریعے منتخب ہوتے ہیں، انکا انتخاب ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا۔ اُنہوں نے مزید کمیٹی کو بتایا کہ کمیشن بنایا گیا تھا اور اس کے ابتدائی ممبر موجود ہیں مگر اصل مسئلہ یہ ہے کہ کہ نیچے کے منتخب چیئرمینوں نے ابھی تک اپنے نمائندے منتخب نہیں کیے، جس کی وجہ سے یہ کمیشن مکمل طور پر فعال نہیں ہو سکا۔ اس کمیشن کے زیادہ تر ممبران حکومتی اداروں سے آتے ہیں تاہم, جب تک تمام تحصیل چیئرمین اپنے نمائندے منتخب نہیں کریں گے, یہ کمیشن مکمل نہیں ہو سکتا۔ ہماری تجویز ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو فوری ہدایت دی جائے کہ وہ نیچے کے ممبران کو منتخب کرنے کا عمل مکمل کریں تاکہ کمیشن مکمل ہو سکے اور اس کو فعال بنایا جا سکے۔

16۔ کمیٹی نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ محض ایک رسمی کمیشن لگ رہا ہے جو صرف کاغذات میں موجود ہے عملی طور پر اس کا کوئی وجود نہیں اور اب تک غیر فعال ہے۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جو لوگ موجودہ نظام چلا رہے ہیں وہ اس کا کنٹرول دینا نہیں چاہتے ؟ اس کمیشن کے زیادہ تر ممبران حکومتی اداروں سے آتے ہیں لیکن اس کو متحرک کرنے میں جان بوجھ کر تاخیر کی جا رہی ہے۔ یہ ایک سنگین معاملہ ہے۔ اگر پی ایف سی (PFC) کو فعال نہیں کیا جا سکتا تو ترقیاتی منصوبے متاثر ہوں گے لہٰذا جلد از جلد اس معاملے کو حل کرنے کے لئے کمیٹی نے آئندہ اجلاس منعقدہ 11 مارچ 2025ء میں محکمہ لوکل گورنمنٹ کے نمائندے کو مدعو کیا۔

17۔ اسپیشل سیکرٹری، محکمہ لوکل گورنمنٹ (جناب نادر رانا صاحب) نے کمیٹی کو بتایا کہ 2022ء میں لوکل گورنمنٹ ایکٹ میں آخری ترمیمی بل صوبائی اسمبلی نے پاس کیا تھا، جس کے ذریعے 2013ء کے لوکل گورنمنٹ کے قانون میں تبدیلی کی گئی۔ اس قانون کے مطابق، PFC میں ہر زون سے ایک ایک تحصیل چیئرمین منتخب ہو کر آئے گا، جن کا ابھی تک الیکشن نہیں ہو سکا۔ اُنہوں نے بتایا کہ الیکشن نہ ہونے کی اہم وجہ یہ ہے کہ لوکل گورنمنٹ ترمیمی قانون 2022ء میں الیکشن کے لیے کوئی طریقہ کار وضع نہیں کیا گیا جس پر عمل درآمد ہو سکے۔ اُنہوں نے مزید بتایا کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ نے مذکورہ الیکشن کی مکمل تیاری کر لی تھی، لیکن 26 نومبر 2024ء کے واقعے کی وجہ سے الیکشن کو ملتوی کرنا پڑا۔ اُنہوں نے کمیٹی کی توجہ لوکل گورنمنٹ ایکٹ 2013ء کی شق 52 کے ذیلی شق (3) کی طرف دلاتے ہوئے کہا کہ اس شق کے مطابق فنانس کمیشن کی کسی بھی کارروائی یا عمل کو صرف اس وجہ سے غیر قانونی نہیں سمجھا جائے گا کہ اس کی تشکیل میں

کوئی عہدہ خالی ہو۔اُنہوں نے کمیٹی کو مزید بتایا کہ کمیشن کے دیگر ممبران موجود ہیں، للذا کمیشن اپنے اُمور سرانجام دے سکتی ہے۔

18۔ اس موقع پر سیکرٹری محکمہ خزانہ نے یہ اعتراض اٹھایا کہ جب تک فنانس کمیشن کو نوٹیفائی نہیں کیا جاتا، تو کمیشن کیسے فعال رہ سکتا ہے۔

سفارش:

19۔ کمیٹی نے متفقہ طور پر سفارش کی کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ پی ایف سی (صوبائی فنانس کمیشن) کو دس دنوں کے اندر تشکیل دیں اور اس کی رپورٹ صوبائی اسمبلی کے مطالعہ کے لیے ارسال کرے۔

****

(3) <u>شانگلہ ہائیڈرو پاور پروجیکٹ کی ادائیگیاں اور بجلی کے خالص منافہ کے بقایا جات:</u>

20۔ جناب مشیر صاحب برائے خزانہ نے کمیٹی کو بتایا کہ شانگلہ ہائیڈرو پاور پراجیکٹ کی رائیلٹی کے تحت 256 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ مکمل طور پر شانگلہ کے لیے مختص ہیں اور یہ فنڈز حکومت کو ہائیڈرو پاور سے موصول ہو چکی ہے۔

21۔ اس موقع پر کمیٹی میں استفسار کیا گیا کہ اگر فنڈ دستیاب ہیں تو ابھی تک اسے استعمال کیوں نہیں کیا گیا؟ جس کے ضمن میں مشیر خزانہ نے وضاحت دی کہ مذکورہ رقم صرف اے ڈی پی (ADP) سکیموں کے ذریعے ہی خرچ ہو سکتی ہے۔اب تک 53 ملین روپے کی سکیمیں ای ڈی پی میں شامل کی جا چکی ہیں جبکہ 20 ملین روپے کی سکیمیں دوبارہ فعال ہو چکی ہیں۔ مجموعی طور پر 73 ملین روپے کی منظوری دی گئی ہے جن میں سے 32 ملین روپے خرچ بھی ہو چکے ہیں۔اُنہوں نے مزید کمیٹی کو بتایا کہ محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی سے مشاورت کی جائے گی تا کہ فنڈ جلد از جلد جاری ہو جائے۔اُنہوں نے کہا کہ کابینہ نے رائیلٹی 10 فیصد سے بڑھا کر 15 فیصد کر دی ہے لیکن پرانی رقم ابھی بھی خرچ نہیں ہوئی جس کے حل کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔ مسئلہ رقم کا نہیں ہے، رقم موجود ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس رقم کو صرف اے ڈی پی اسکیموں کے ذریعے خرچ کیا جا سکتا ہے۔اگر اے ڈی پی میں اس رقم کو شامل کر لیا جائے تو محکمہ خزانہ سے رقم جاری کی جا سکتی ہے۔

سفارش:

22- کمیٹی نے سفارش کی کہ اے ڈی پی(ADP) سکیموں کے تحت تمام فنڈز کی شفاف مانیٹرنگ کی جائے نیز محکمہ (P&D) اگلے مالی سال کے بجٹ میں مذکورہ فنڈز کو شامل کریں تاکہ ان کا جلد از جلد استعمال یقینی بنایا جاسکے نیز ان فنڈز کے موثر استعمال کے لیے ایک مربوط نظام تشکیل دیا جائے تاکہ کسی قسم کی مالی بد انتظامی نہ ہوسکے۔

****

(4) معدنی کانوں اور معدنیات سے رائیلٹی کی وصولی:

(5) صوبے کی ترقی سے متعلق قدرتی گیس وسائل کے حوالے سے انتظامی اُمور:

23- جناب شفیع اللہ صاحب، ایم پی اے نے کمیٹی میں یہ سوال اُٹھایا کہ صوبہ قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ان کے فوائد سے عوام کیوں محروم ہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تانبا، پانی، جنگلات، چلغوزہ، اور دیگر قدرتی وسائل موجود ہیں لیکن کس حد تک حکومت اس سے فائدہ لے رہی ہے؟

24- اس ضمن میں جناب مشیر خزانہ نے کمیٹی کو بتایا کہ آئل و گیس وفاقی حکومت کے دائر اختیار میں ہے جو کہ وفاقی حکومت نے مختلف کمپنیوں کو آؤٹ سورس کیا ہوا ہے ۔تاہم، خیبر پختونخوا حکومت نے پہلی بار اپنا آئل بلاک نیلام کیا اور اس سے 50 فیصد شیئرز حاصل کیے گئے ہیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ صوبے میں پہلی بار پلیسر گولڈ کے 17 بلاکس نیلامی کیلئے رکھے گئے، جن میں سے 4 بلاکس کی نیلامی مکمل ہو چکی ہے اور 4.92 بلین روپے حاصل ہوئے ہیں باقی 13 بلاکس کی نیلامی اگلے مراحل میں مکمل کی جائے گی۔

25- کمیٹی نے استفسار کیا کہ نوشہرہ میں غیر قانونی مائننگ کے مسائل سامنے آئے ہیں، حکومت نے اس پر اب تک کیا نوٹس لیا ہے اور اس مسئلے کو روکنے کے لیے کیا اقدامات کیے جارہے ہیں؟ جس پر جناب مشیر صاحب برائے خزانہ نے بتایا کہ پہلی بار 17 بلاکس کی نیلامی کی گئی تاکہ غیر قانونی کان کنی کو ختم کیا جاسکے۔اس سے پہلے غیر قانونی مائننگ کا ایک بڑا مافیا سرگرم تھا، جسے قانونی نیلامی کے ذریعے کنٹرول کیا جارہا ہے۔

26- جناب نثار باز صاحب، ایم پی اے نے کمیٹی میں سوال اٹھایا کہ کیا مائننگ سے حاصل ہونے والی آمدنی میں وہ معدنیات بھی شامل ہیں جو فوجی ادارے نکال رہے ہیں؟ اُنہوں نے وزیرستان میں حمید میر کی رپورٹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہاں سے 6 ہزار ارب روپے کی معدنیات نکالی جاچکی ہیں۔ جس پر ایڈیشنل سیکرٹری، محکمہ معدنیات (جناب محمد آصف صاحب) نے کمیٹی کو بتایا کہ حکومت نے اب تک 947 غیر فعال مائنز اور منرلز کی نشاندہی کی ہے جبکہ 600 سے زائد منسوخ کیے جاچکے ہیں۔ فوج براہ راست مائننگ نہیں کرتی، بلکہ مختلف کمپنیوں کے ساتھ معاہدہ کرتی ہے۔ ایڈیشنل سیکریٹری

معدنیات نے کہا کہ نئے قوانین کے مطابق اگر ایک سال میں کوئی ڈیویلپمنٹ نہیں ہوتی تو مائننگ لیز منسوخ کر دی جائے گی۔ حالیہ اقدامات کے تحت 947 لیزز کی جانچ کی گئی اور 600 منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

سفارش:

27- کمیٹی نے سفارش کی کہ تمام غیر فعال مائننگ لیزز کی جانچ پڑتال کی جائے نیز معدنی وسائل کے بہتر استعمال کے لیے ایک موثر پالیسی مرتب کی جائے۔

****

(6) صحت انصاف کارڈ پر اُٹھنے والے اخراجات کی تفصیل:

28- مذکورہ ضمن میں چیف ایگزیٹیو آفیسر صحت کارڈ (ڈاکٹر ریاض تنولی صاحب) نے کمیٹی کو بتایا کہ صحت سہولت کارڈ کے تحت خیبر پختونخوا کے 10.5 ملین خاندان مستفید ہو رہے ہیں۔ نادرا کے مطابق یہ تعداد تقریباً 34 ملین افراد پر مشتمل ہے۔ تمام شہری اپنے شناختی کارڈ کے ذریعے اپنی اہلیت چیک کر سکتے ہیں۔ پروگرام کے سالانہ اخراجات تقریباً 30 بلین روپے ہیں جبکہ فی خاندان سالانہ 20,858 روپے مختص کیے گئے ہیں۔ روزانہ کی بنیاد پر 74 ملین روپے خرچ ہو رہے ہیں اور اوسطاً 3100 افراد علاج کرواتے ہیں۔ ہسپتالوں کے انتخاب کے لیے دو معیار مقرر کیے گئے ہیں۔

i- بنیادی معیار ہسپتال میں کم از کم چار اسپیشلٹیز میڈیسن، سرجری، گائناکولوجی، پیڈیاٹرک ہونی چاہیئے؛ اور

ii- ہسپتال کے آلات، طبی سہولیات، اور میڈیکل عملے کی قابلیت کا تفصیلی جائزہ لیا جاتا ہے۔

29- اُنھوں نے کمیٹی کو مزید بتایا کہ تمام ہسپتال معاہدے کے مطابق مقررہ نرخوں پر علاج فراہم کرنے کے پابند ہیں کیونکہ اضافی چارجنگ کی صورت میں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ مزید یہ کہ حکومت نے بایو میٹرک تصدیق کا نظام متعارف کرانے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ غیر قانونی استعمال کو روکا جا سکے۔ کارڈیالوجی، کینسر، ڈائلیسز، اور آئی سی یو کے مہنگے علاج کے لیے حکومت نے 4 لاکھ روپے کا اضافی فنڈز مختص کیا ہے تاکہ مریضوں کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کی جاسکیں۔ جب پروگرام کا آغاز ہوا تھا تو 27 فیصد مریض سرکاری ہسپتالوں میں علاج کرواتے تھے لیکن اب یہ تعداد بڑھ کر 67 فیصد ہو گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری ہسپتالوں کی خدمات میں بہتری آئی ہے اور عوام کا سرکاری ہسپتالوں پر اعتماد بڑھ گیا ہے۔ اُنھوں نے مزید بتایا کہ بعض مریض بار بار غیر ضروری علاج کروانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نظام میں ایک الرٹ سسٹم موجود ہے جو کسی بھی مریض کی مشکوک سرگرمی کو نوٹ کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے کچھ مخصوص سرجریز، جیسے اپینڈکس اور ٹانسل سرجری کو پرائیویٹ ہسپتالوں میں بند کر دیا گیا ہے۔

30۔ اگلے کمیٹی اجلاس میں ڈاکٹر ریاض تنولی صاحب، چیف ایگزیٹیو آفیسر، صحت کارڈ نے کمیٹی کو بتایا کہ 2023اور 2025 میں کل 15 لاکھ افراد نے مختلف قسم کی بیماریوں کے علاج کے لیے صحت کارڈ کا استعمال کیا ہے، جس پر تقریباً 38.8ارب روپے لاگت آئی ہے۔ تاہم، اب تک 46ارب روپے ریلیز ہو چکے ہیں، جو 7ارب روپے زیادہ ہیں۔ یہ اضافی رقم نگران حکومت کی بقایاجات تھیں، جسے اب موجودہ حکومت نے ادا کر دیئے ہیں۔ نگران حکومت کے دوران صحت کارڈ تقریباً 5ماہ تک جزوی طور پر بند تھا، جسے بعد میں نئی حکومت نے دوبارہ شروع کر دیا۔ اُنہوں نے مزید بتایا کہ تقریباً 50 فیصد بجٹ آنکالوجی، گائینا کالوجی اور امراض قلب کے مریضوں پر خرچ ہوا، جبکہ باقی 50 فیصد بجٹ دوسرے امراض پر خرچ کیا گیا ہے۔ اُنہوں نے مزید بتایا کہ تقریباً 37ہزار روپے سالانہ ہر مریض پر خرچ خرچ کئے گئے۔

31۔ کمیٹی نے اس بات کا اظہار کیا کہ صحت کارڈ کا زیادہ تر فنڈ دل کے امراض پر یا 50 سال سے اوپر کے مریضوں پر خرچ ہوتا ہے، جبکہ دیگر امراض کے لیے رقم کم رہ جاتی ہے، جس کے جواب میں ریاض تنولی صاحب نے کمیٹی کو بتایا کہ تقریباً 1 لاکھ تیس ہزار روپے اوسطاً سالانہ ہر دل کے مریض پر خرچ ہوتا ہے۔ اس ضمن میں سیکرٹری خزانہ نے مزید وضاحت دیتے ہوئے کمیٹی کو بتایا کہ اس ہیلتھ انشورنس کا مقصد یونیورسل ہیلتھ کوریج نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف سوشل سیفٹی نیٹ مہیا کرنا ہے تاکہ کوئی عام شہری سطح غربت سے نیچے نہ گرے اور وہ اس مشکل وقت میں تکلیف سے بچ سکے۔

32۔ اس موقع پر کمیٹی نے تجویز دی کہ اگر محکمہ صحت، ہیلتھ انشورنس دینے کی بجائے اسی رقم سے ہر ہسپتال میں ڈاکٹروں کی تعداد کو بڑھائے اور اُن پر خرچ کریں تاکہ دور دراز علاقوں کے لوگ بڑے شہروں میں صحت کارڈ پر علاج کے لیے نہ آئیں، تو حکومت کو کافی مالی بچت ہو سکتی ہے۔ اس ضمن میں سیکرٹری خزانہ نے کمیٹی کو بتایا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے محکمہ صحت کے سیکرٹری کو احکامات دیے ہیں کہ وہ ہر ضلع میں امراض قلب میں مبتلا لوگوں کے لیے سنٹر بنائیں تاکہ اُنہیں دوسرے بڑے شہروں میں نہ جانا پڑے۔

33۔ کمیٹی نے استفسار کیا کہ کیا صحت کارڈ میں (Post Procedure Assessment) کا کوئی نظام موجود ہے؟ جس کے جواب میں جناب ریاض تنولی صاحب نے کمیٹی کو بتایا کہ جب کوئی صحت کارڈ کی سہولت استعمال کرتا ہے، تو اس کو نادرا کی جانب سے کال آتی ہے، جس میں اس سے پوچھا جاتا ہے کہ وہ صحت کارڈ کی سہولت سے مطمئن ہے یا نہیں، اور وہ فیڈ بیک صحت کارڈ کے مین آفس کے ڈیش بورڈ پر بھی نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہسپتال میں بھی ایک فارم دیا جاتا ہے جس کے ذریعے مریض اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے، مگر زیادہ تر لوگ فارم کے ذریعے اپنی رائے نہیں دیتے۔ اس کے علاوہ ایک ٹول فری نمبر بھی قائم کیا گیا ہے جس کے ذریعے لوگ شکایات درج کر سکتے ہیں۔

سفارشات:

34- کافی بحث کے بعد کمیٹی نے متفقہ طور درجہ ذیل سفارشات مرتب کیں:

i- کمیٹی نے سفارش کی کہ انشورنس کمپنی صحت کارڈ کے تحت ان اور آوٹ مریضوں کے علاج کے بعد جائزہ لینے کے عمل کو یقینی بنائے تاکہ یہ پتہ لگایا جا سکے کہ کہیں ہسپتال یا ڈاکٹر کی علاج فراہم کرنے کے عمل میں کوئی غفلت تو نہیں برتی گئی۔ نیز غفلت کی صورت میں سزا کے عمل کو بھی صحت کارڈ کے نظام کا حصہ بنایا جائے تاکہ عوام کا پیسہ صحیح معنوں میں استعمال میں لایا جاسکے۔

ii- کمیٹی نے سفارش کی کہ حکومت صحت انصاف کارڈ کا پرفارمنس آڈٹ (Performance Audit) منعقد کرائے۔

****

(7) <u>گلیات ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیز وغیرہ کی جانچ پڑتال:</u>

35- کمیٹی نے مذکورہ ضمن میں سیکرٹری خزانہ سے رائے طلب کی کہ کیا خیبر پختونخوا پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی (KPPRA) گلیات ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیزز وغیرہ کی جانچ پڑتال کر سکتی ہے، جس پر سیکرٹری خزانہ نے کمیٹی کو بتایا کہ گلیات ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا اپنا بورڈ موجود ہے جو کہ لیز کی رقم خود جمع کرتا ہے، جو کہ KPPRA کے رولز کی پیروی کرتا ہے، اس لیے KPPRA اس کی جانچ پڑتال کر سکتی ہے۔

36- مذکورہ رائے پر کمیٹی نے اس بات کا اظہار کیا کہ چونکہ گلیات ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تحت حالیہ کی گئی نیلامیوں میں کئی طرح کی بے قاعدگیاں اور مالی بے ضابطگیاں سامنے آئی ہیں، لہٰذا محکمہ خزانہ کو یہ ہدایات دی گئیں کہ وہ خیبر پختونخوا پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی (KPPRA) کے ذریعے اس کا جائزہ لینے کے لیے اقدامات اُٹھائیں۔ نیز ضلع مانسہرہ میں لیز پر دیے گئے جنگلات و نیلامی کے معاملے کا جائزہ بھی (KPPRA) سے لیا جائے۔ کمیٹی نے ہدایت کی کہ مذکورہ جائزہ پندرہ دنوں کے اندر مکمل کیا جائے۔ اس کے علاوہ مذکورہ معاملے کے ضمن میں کمیٹی نے درج ذیل سفارش بھی مرتب کی:

سفارش:

37- کمیٹی نے سفارش کی کہ گلیات ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کے گزشتہ پانچ سالوں میں تعمیراتی کاموں، ماحولیاتی تحفظ اور جنگلات کی حفاظت کے لیے کیے گئے اقدامات اور جاری کیے گئے پرمٹ کی خصوصی آڈٹ بہ ذریعہ آڈیٹر جنرل پاکستان کرانے کے لیے حکومت اقدامات اٹھائے کیونکہ خدشہ ہے کہ اس سے سرکاری خزانے کو نقصان پہنچا ہے۔

****

(ب) مورخہ 24 جنوری 2025ء کو اسمبلی کی طرف سے حوالہ کردہ توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 186 منجانب جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے/محرک

(i) تیل، گیس، تمباکو سیس اور ہائیڈل کی مد میں صوبے کو وفاق سے رائیلٹی کی رقم کا متعلقہ اضلاع کو تقسیم۔

38- مذکورہ توجہ دلاؤنوٹس (لف ضمیمہ الف) کے ضمن میں جناب تاج محمد صاحب، ایم پی اے / محرک نے کمیٹی کو بتایا کہ موجودہ قانون کے تحت صوبوں کو وفاقی حکومت سے گیس، ہائیڈل، تمباکو سیس اور تیل کی مد میں 10 فیصد رائلٹی ملتی ہے۔ اس کے بعد صوبہ اس رقم کا 10 فیصد متعلقہ اضلاع کو عوامی فلاحی منصوبوں کے لیے دیتے ہیں، لیکن بد قسمتی سے صوبہ وفاقی حکومت سے حاصل کی گئی رقم کا 10 فیصد متعلقہ اضلاع کو نہیں دیتا، بلکہ محکمہ خزانہ اس رقم کو دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے، جو متعلقہ اضلاع کے عوام کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ اُنہوں نے مزید بتایا کہ گزشتہ حکومت نے ضلع بٹگرام کو تقریباً 3 کروڑ روپے رائلٹی 124 میگاواٹ بجلی گھر کی مد میں دیئے تھے جو کہ بعد میں حکومت کے جانے سے سسٹم سے غائب ہو گئے تھے جسکی آج تک کسی کو بھی علم نہیں ہو سکا کہ وہ پیسے جو کہ خالص %10 منافع ضلع بٹگرام کو ملا تھا کہاں پر خرچ کئے گئے۔

39- کمیٹی کے ایک سوال کے جواب میں سیکرٹری، محکمہ خزانہ نے کمیٹی کو بتایا کہ جو بھی ضلع معدنی و قدرتی وسائل پیدا کرتا ہے، اس کی رائلٹی متعلقہ اضلاع میں ایک فارمولے کے تحت تقسیم کی جاتی ہے۔ سیکرٹری پی اینڈ ڈی نے مزید وضاحت دیتے ہوئے کہا کہ رائلٹی کی مد میں متعلقہ اضلاع کو رقم نہیں دی جاتی، بلکہ اس رقم کے بدلے وہاں پر ترقیاتی منصوبے تیار کیے جاتے ہیں۔

40- کمیٹی نے تجویز پیش کی کہ رائلٹی کی مد میں ترقیاتی منصوبوں کے بجائے، محکمہ خزانہ کے پاس جتنی بھی رائلٹی جمع ہے، وہ متعلقہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنرز (DCs) کے اکاؤنٹس میں جمع کی جائیں، تاکہ متعلقہ اضلاع کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ ایڈوائزری کمیٹی (DDAC) کے ذریعے منتخب عوامی نمائندوں کی مشاورت اور منظوری سے فیصلہ کیا جاسکے کہ یہ رقم کہاں خرچ کرنی ہے۔

سفارش:

41- توجہ دلاو نوٹس نمبر 186 کے ضمن میں کمیٹی نے سفارش کی کہ بجلی، گیس و آئل کی رائلٹی اور تمباکو سیس کے تحت متعلقہ اضلاع کا جو بھی قانونی و آئینی حق اور حصہ بنتا ہے، وہ ان اضلاع کو فوراً دیا جائے۔

****

سفارش:

42- کمیٹی متفقہ طور پر سفارش کرتی ہے کہ پیرا گراف نمبر13، 19، 22، 27،
34، 37اور41میں مندرج سفارشات منظور کئے جائیں۔

ARR 8/25

(ارباب محمد عثمان)

چیئرمین

مجلس قائمہ نمبر10 برائے محکمہ خزانہ